پروفیسر محمد اکرم ورک

مدنی عہد نبوت میں تعلیم وتبلیغ کا نظام

مدینہ منورہ آمد کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے جو کام کیا وہ مسجدِ نبویؐ کی تعمیر تھی۔ مسجدِ نبوی کے ایک گوشے میں ایک سائبان اور چبوترہ (صفہ) بنایا گیا جس پر وہ مہاجرین صحابہ کرامؓ مدینہ منورہ آ کر رہنے لگے تھے جو نہ تو کچھ کاروبار کرتے تھے اور نہ ان کے پاس رہنے کو گھر تھا۔ مکہ مکرمہ اور دیگر علاقوں سے دین متین کی تعلیمات حاصل کرنے کے لیے آنے والے صحابہ کرام بھی یہاں قیام کرتے تھے۔ گویا صفہ ان غریب اور نادار صحابہ کرام کی جائے پناہ تھی جنہوں نے اپنی زندگی تعلیمِ دین، تبلیغِ اسلام، جہاد اور دوسری اسلامی خدمات کے لیے وقف کر رکھی تھی۔

مدنی عہد نبوت میں مذہبی تعلیم وتربیت کے دو طریقے تھے۔ ایک غیر مستقل، جس میں مختلف قبائل کے آدمی مدینہ آ کر چند دن قیام کرتے اور ضروری مسائل سیکھ کر واپس چلے جاتے اور اپنے اپنے قبائل کو جا کر تعلیم دیتے۔ ضروری مسائل کی تعلیم کے بعد رسول اللہ ﷺ انہیں ان کے قبائل میں واپس بھیج دیتے، چنانچہ مالکؓ بن الحویرث کو بیس دن کی تعلیم کے بعد حکم دیا:

اِرجعوا الی أهليكم فعلّموهم ومروهم وصلوا كما رأيتموني أصلي، واذا حضرت الصلوٰة فليؤذّن لكم احدكم ثم ليؤمكم اكبركم (۱)

"تم اپنے خاندان میں واپس جاؤ اور ان میں رہ کر ان کو امور شریعت کی تعلیم دو اور جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے اسی طرح پڑھانا، اور جب نماز کا وقت آئے تو تم میں سے کوئی اذان دے، پھر تم میں سے سب سے زیادہ پڑھا لکھا امامت کرائے"۔

اسی طرح وفد عبد القیس نے رسول اللہ ﷺ کے دست اقدس پر اسلام کی بیعت کی تو آپ ﷺ نے ان کو ادائے خمس، نماز، روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ کی تعلیمات دیں اور پھر فرمایا:

احفظوه واخبروه من وراء كم (۲) "ان باتوں کو یاد کر لو اور جا کر دوسروں کو بھی بتا دو"۔

دوسرا طریقہ مستقل تعلیم وتربیت کا تھا اور اس کے لیے صفہ کی درس گاہ مخصوص تھی۔ اس میں وہ لوگ تعلیم حاصل کرتے تھے جو علائق دنیوی سے بے نیاز تھے اور انھوں نے اپنے آپ کو دینی تعلیم وتربیت اور عبادت وریاضت کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ مسجد نبوی کی اس درس گاہ کے دو حلقے تھے، ایک درس وتعلیم کا حلقہ اور دوسرا ذکر وفکر اور عبادت وریاضت کا۔ حضرت عبداللہؓ بن عمرو فرماتے ہیں:

خرج رسول اللہ ﷺ ذات یوم من بعض حجرہ، فدخل المسجد، فاذا ھو بحلقتین احدھما یقرئون القرآن ویدعون اللہ، والاخریٰ یتعلّمون ویعلّمون، فقال النبی ﷺ کل علی خیر، ھؤلآء یقرء ون القرآن ویدعون اللہ، فان شاء اعطاھم وان شاء منعھم، وھولاء یتعلّمون و یعلّمون، وانما بعثت معلما، فجلس معھم(۳)

''ایک روز رسول اللہ ﷺ اپنے کاشانۂ اقدس سے باہر تشریف لائے تو مسجد میں دو حلقے دیکھے۔ ایک حلقہ کے لوگ تلاوت ودعا میں مصروف تھے اور دوسرے حلقے کے لوگ تعلیم وتعلم میں، آپ ﷺ نے دونوں کی تحسین فرمائی اور فرمایا: دونوں بھلائی پر ہیں۔ یہ لوگ قرآن پڑھتے ہیں اور اللہ سے دعا مانگتے ہیں، اگر چاہے تو ان کو عطا فرمائے اور اگر چاہے تو روک لے، اور یہ لوگ سیکھتے ہیں اور سکھاتے ہیں۔ (پھر آپ ﷺ یہ فرماتے ہوئے کہ) ''میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں'' حلقہء درس وتعلیم میں جا کر بیٹھ گئے''

اصحابِ صفہ کے لیے اساتذہ کا تقرر

اصحابِ صفہ کے معلمِ اول تو خود رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس تھی۔ چنانچہ حضرت انسؓ سے روایت ہے:

اقبل ابو طلحۃؓ یوما فاذا النبی ﷺ قائم یقرئ اصحاب الصفۃ علی بطنہ فصیل من حجر یقیم بہ صلبہ من الجوع(۴)

''ایک دن حضرت ابوطلحہؓ آئے تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اصحابِ صفہ کو کھڑے قرآن پڑھا رہے ہیں، آپؐ نے بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر کا ٹکڑا باندھا ہوا تھا تاکہ کمر سیدھی ہو جائے''۔

رسول اللہ ﷺ جب تعلیم ونصیحت سے فارغ ہو کر تشریف لے جاتے تو حضرت عبداللہؓ بن رواحہؓ حلقہ میں بیٹھ کر تعلیم کے سلسلہ کو اسی طرح جاری رکھتے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ دوبارہ تشریف لاتے تو لوگ خاموش ہو جاتے۔ آپ ﷺ تشریف فرما ہونے کے بعد فرماتے کہ اسی عمل میں مشغول رہیں اور اس کو جاری رکھیں۔ کبھی کبھار حضرت معاذؓ بن جبل بھی تعلیمی حلقہ سنبھال لیتے تھے۔ (۵)

رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کئی مستقل معلمین بھی اصحابِ صفہ کی تعلیم وتربیت پر متعین تھے۔ حضرت عبادہؓ بن

صامت کا بیان ہے:

علّمت ناسا من أهل الصفة القرآن والکتاب فاهدیٰ الیّ رجل منهم قوساً(۶)

’’میں نے اصحاب صفہ میں سے چند لوگوں کو قرآن مجید پڑھایا اور لکھنے کی تعلیم دی تو ان میں سے ایک شخص نے مجھے ہدیہ میں ایک کمان دی‘‘۔

اسی طرح حضرت عبداللہؓ بن سعید بن العاص جو خوشخط تھے اور زمانۂ جاہلیت میں بھی کاتب کی حیثیت سے مشہور تھے، اصحابِ صفہ کو لکھنا سکھاتے تھے۔(۷)

اوقاتِ تعلیم

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نمازِ فجر ادا فرما لیتے تو ہم لوگ آپ ﷺ کے پاس بیٹھ جاتے اور ہم میں سے کوئی آپ سے قرآن کے بارے میں سوال کرتا، کوئی فرائض کے بارے میں دریافت کرتا اور کوئی خواب کی تعبیر معلوم کرتا تھا۔(۸)

سماک بن حرب نے حضرت جابرؓ بن سمرہ سے پوچھا: کیا آپ رسول اللہ ﷺ کی محفل میں بیٹھا کرتے تھے؟ تو انھوں نے کہا: ہاں، میں بہت زیادہ آپ ﷺ کی مجلس میں شریک رہا کرتا تھا۔ جب تک آفتاب طلوع نہیں ہوتا تھا آپ ﷺ مصلیٰ پر رہتے تھے، اور طلوعِ آفتاب کے بعد اٹھ کر مجلس میں تشریف لاتے تھے، اور مجلس کے درمیان صحابہ زمانۂ جاہلیت کے واقعات بیان کر کے ہنستے تھے اور آپ ﷺ مسکرا دیتے تھے۔

اصحابِ صفہ انتہائی نادار اور مفلس تھے اس لیے ان میں سے بعض لوگ دن میں شیریں پانی بھر لاتے، جنگل سے لکڑیاں چن کر لاتے اور ان کو بیچ کر جو آمدنی ہوتی، اس سے اپنے مصارف پورے کرتے تھے۔(۹)

اس مصروفیت کی وجہ سے ان میں سے بعض حضرات کو دن میں تعلیم حاصل کرنے کا موقع نہیں ملتا تھا، اس بنا پر ان کی تعلیم کا وقت رات کو مقرر کیا گیا تھا۔ حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ ستر کے قریب اصحاب صفہ رات کے وقت تعلیم حاصل کرتے تھے۔

فکانوا اذا جنّهم اللیل انطلقوا الی معلم لهم بالمدینه ،فیدرّسون اللیل حتیٰ یصبحوا(۱۰)

’’جب رات ہو جاتی تھی تو یہ لوگ مدینہ میں ایک معلم کے پاس جاتے اور رات بھر پڑھتے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی‘‘

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جگہ مسجد نبوی سے ہٹ کر کوئی اور جگہ تھی جہاں اصحابِ صفہ رات کے وقت تعلیم حاصل کرتے تھے۔ گویا اصحابِ صفہ کا سارا وقت درس و تدریس ہی میں بسر ہوتا تھا۔ ابن المسیبؓ نے حضرت ابو

ہریرہؓ کا یہ بیان نقل کیا ہے:

یقولون:ان ابا هريرةؓ قد اكثر، والله الموعد ويقولون مابال المهاجرين والانصار لا يتحدّثون مثل احاديثه؟ وسأخبركم عن ذالک :إن إخواني من الانصار كان يشغلهم عمل ارضهم ،واما إخواني من المهاجرين كان يشغلهم الصفق بالاسواق،وكنت الزم رسول اللّٰهﷺ على ملء بطني،فاشهد اذا غابوا، واحفظ اذا نسوا،(۱۱)

''لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہؓ کثرت سے حدیثیں بیان کرتا ہے۔ اللہ ہی ہمارا اور تمہارا محاسبہ کرنے والا ہے۔اور لوگ کہتے ہیں کیا وجہ ہے کہ انصار ومہاجرین ابو ہریرہؓ کی طرح کثرت سے حدیثیں بیان نہیں کرتے؟ میں تمہیں بتلاتا ہوں کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ ہمارے مہاجر بھائی بازاروں میں اپنے کاروبار میں لگے رہتے تھے اور انصاری بھائی اپنی زمین کی دیکھ بھال میں مصروف رہتے تھے۔ میں محتاج آدمی تھا، میرا سارا وقت رسول اللہﷺ کی خدمت میں گزرتا تھا، پس جس وقت یہ موجود نہ ہوتے تھے میں موجود رہتا تھا اور جن چیزوں کو وہ بھلا دیتے تھے میں محفوظ کر لیتا تھا''۔

حضرت ابو ہریرہؓ جو خود بھی اصحابِ صفہ میں سے تھے، ان کا یہ بیان گویا اصحابِ صفہ کا ترجمان ہے۔ یہ سب لوگ درس گاہِ نبوت میں سب سے زیادہ حاضر رہنے والے تھے۔ حضرتِ ابو ہریرہؓ کے اس بیان کی تصدیق خود حضرت عمرؓ کے اس بیان سے ہوتی ہے:

كنت انا وجار لي من الانصار في بني امية بن زيد ،وهي من عوالي المدينة،وكنا نتناوب النزول على رسول اللّٰه ﷺ،ينزل يوما وانزل يوما، فاذا نزلت جئته بخبر ذالک اليوم من الوحي وغيره،واذا نزل فعل مثل ذالک(۱۲)

''میں اور عوالی مدینہ میں قبیلہ امیہ بن زید کا ایک انصاری پڑوسی ہم دونوں باری باری رسول اللہ ﷺ کے یہاں جاتے تھے، ایک دن وہ جاتے اور ایک دن میں جاتا، جب میں جاتا تو اس دن کی وحی وغیرہ کی خبر لاتا اور جس دن وہ جاتے وہ بھی اسی طرح کرتے''۔

طریقۂ تعلیم

ابتدا میں مجلس میں طلبہ کے بیٹھنے کا کوئی خاص انتظام اور طریقہ نہ تھا، جگہ جگہ چھوٹے چھوٹے حلقے بنا کر بیٹھ جاتے تھے۔ یہ دیکھ کر رسول اللہﷺ نے باقاعدہ ایک حلقہ بنوایا اور سب لوگ ایک ساتھ بیٹھنے لگے۔ جابرؓ بن سمرہ کا بیان ہے:

دخل رسول اللہ ﷺ المسجد وهم حلق فقال ﷺ: مالی اراكم عزين (۱۳)

''رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے جہاں صحابہ کرامؓ کے جدا جدا حلقے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا بات ہے تم لوگ جدا جدا ہو (یعنی ایک ساتھ بیٹھو)''

رسول اللہ ﷺ اپنے تمام حاضرین مجلس کو اس طرح تعلیم دیتے تھے کہ عالم، جاہل، شہری، بدوی، عربی، عجمی بوڑھے، بچے، جوان پوری طرح فیض اٹھاتے تھے اور آپ ﷺ کی ہر بات سامعین کے دل میں اتر جاتی تھی۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے:

انه كان اذا تكلم بكلمة اعادها ثلاثا حتّٰی تفهم عنه، واذا أتى على قوم فسلم عليهم ثلاثا (۱۴)

''رسول اللہ ﷺ جب کوئی حدیث بیان کرتے تو اس کو تین بار کہتے تھے تا کہ سمجھ لی جائے اور جب کسی جماعت کے پاس جاتے تو ان کو تین بار سلام کرتے تھے''

ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہؓ، جو مسجد نبوی کی اس درس گاہ کے معلم تھے، حضرت عائشہؓ کے حجرہ کے قریب اہل مجلس کے سامنے جلدی جلدی حدیثیں بیان کرنے لگے۔ اس وقت ام المومنین حضرت عائشہؓ نماز میں مصروف تھیں۔ جب آپؓ نماز سے فارغ ہوئیں تو ابو ہریرہؓ مجلس ختم کر کے جا چکے تھے۔ چنانچہ آپؓ نے عروہ بن زبیرؓ سے فرمایا کہ ابو ہریرہؓ مل جاتے تو میں ان کے جلدی جلدی حدیث بیان کرنے پر نکیر کرتی، اس کے بعد فرمایا:

ان رسول اللہ ﷺ لم يكن يسرد الحديث سردكم (۱۵)

''رسول اللہ ﷺ تم لوگوں کی طرح حدیث جلد جلد اور مسلسل بیان نہیں فرماتے تھے''۔

دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:

ان رسول اللّٰه ﷺ ليحدّث الحديث لو شاء العادّ ان يحصيه أحصاه (۱۶)

''رسول اللہ ﷺ اس طرح حدیث بیان کرتے تھے کہ اگر شمار کرنے والا چاہتا تو شمار کر لیتا''

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ تعلیم یہ تھا کہ آپ بات ٹھہر ٹھہر کر اس انداز میں کہتے کہ سننے والوں کے دل میں بیٹھ جائے، یاد کرنے والے یاد کر لیں اور لکھنے والے لکھ لیں۔ نرم کلامی، شیریں بیانی اور اندازِ تعلیم کے اسی اسلوب کی بدولت بدوی لوگ بھی آپ ﷺ پر فدا ہو جاتے تھے۔ حضرت معاویہؓ بن حکم کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں رسول اللہ ﷺ کی امامت میں نماز پڑھ رہا تھا، مجھ سے خلافِ نماز کوئی حرکت سرزد ہو گئی، جس کی وجہ سے تمام نمازی مجھ سے بگڑ گئے اور گھور گھور کر میری طرف دیکھنے لگے، لیکن خود معلمِ انسانیت کا رویہ اور طریقہ تعلیم کیا تھا؟ صحابی کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

فبأبی هو وامی ،مارأیت معلّما قبله ولا بعده احسن تعلیما منه،فوالله ما کهر نی ولا ضربنی ،ولا شتمنی، قال ﷺ: ان هذه الصلوة لا یصلح فیها شیء من کلام الناس،انما هو التسبیح ،والتکبیر وقرأة القرآن(۱۷)

''میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں، میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ سے بہتر معلم نہیں دیکھا۔خدا کی قسم نہ مجھے جھڑکا، نہ مارا اور نہ ہی سخت سست کہا، بلکہ فرمایا نماز میں انسانی کلام اچھا نہیں ہے۔اس میں صرف تسبیح،تکبیر اور قرآن پڑھنا ہے''۔

اصحابِ صفہ میں درس وتدریس کا ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ ایک شخص قرآن مجید پڑھتا جاتا اور دوسرے لوگ سنتے جاتے۔حضرت ابوسعید خدریؓ کا بیان ہے کہ میں ضعفاء مہاجرین کے ساتھ بیٹھا تھا۔ان میں سے بعض لوگ عریانیت کے خوف سے ایک دوسرے سے مل کر بیٹھے تھے اور ایک قاری ہم لوگوں کو قرآن پڑھا رہا تھا۔اس حال میں رسول اللہ ﷺ آکر ہمارے پاس کھڑے ہو گئے۔آپ ﷺ کو دیکھ کر قاری خاموش ہو گیا۔آپ ﷺ نے سلام کر کے پوچھا کہ تم لوگ کیا کر رہے ہو؟ ہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ایک قاری قرآن پڑھ رہا ہے اور ہم سن رہے ہیں۔ہمارا جواب سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الحمد لله الذی جعل من امتی من امرت ان أصبر نفسی معهم

''اللہ کا شکر ہے کہ اس نے میری امت میں ایسے لوگوں کو پیدا کیا ہے جن کے ساتھ مجھے بیٹھنے کا حکم ہے''۔

یہ کہہ کر آپ ﷺ ہمارے بیچ میں بیٹھ گئے تاکہ آپ ﷺ ہم لوگوں کے سامنے رہیں، پھر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اس طرح بیٹھو، اور حاضرین مجلس اس طرح حلقہ بنا کر بیٹھ گئے کہ سب کا چہرہ آپ ﷺ کی طرف ہو گیا۔اور آپ ﷺ نے فرمایا: اے فقراء مہاجرین! تم کو بشارت ہو قیامت کے دن نور تام کی، تم لوگ مالداروں سے آدھ دن پہلے جنت میں داخل ہو گے، اور یہ (دنیوی حساب سے) پانچ سو سال ہے۔(۱۸)

اصحابِ صفہ کی دعوتی سرگرمیاں

ویسے تو ہر مسلمان ہی داعی اور مبلغ ہے اور دعوت وتبلیغ ہی اس امت کا وہ خصوصی وصف ہے جس کی بدولت اس کو ''خیر الامم'' کے لقب سے ملقب کیا گیا۔(۱۹) اسلامی معاشرہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ دعوتِ دین کے لیے ایک ایسی جماعت تیار کرے جو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لیے اپنی زندگیوں کو وقف کر دے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ

''تم میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جو لوگوں کو خیر کی طرف بلائے، نیکی کا حکم کرے اور برائی سے منع

الْمُنكَر (آل عمران،۳:۱۰۴)   کرے''۔

چنانچہ ہجرت مدینہ کے فوراً بعد رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی میں ایک با قاعدہ درسگاہ قائم فرمائی، تاکہ مبلغین کی ایک تربیت یافتہ جماعت تیار کی جائے۔اصحابِ صفہ کی صورت میں جب یہ جماعت تیار ہوگئی تو آپ ﷺ نے ان اصحاب کو، جو اپنے علم وفضل کی وجہ سے ''قراء'' کہلاتے تھے،(۲۰) مختلف دعوتی وتبلیغی مہمات پر روانہ فرمایا۔

رجیع کی مہم:

صفر ۴ھ میں قبائل عضل وقارہ کے چند آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بارگاہِ رسالت میں درخواست کی کہ آپ اپنے رفقا میں سے کچھ آدمیوں کو ہمارے ساتھ روانہ کر دیجیے تاکہ وہ لوگوں میں دین کی سمجھ پیدا کریں،قرآن پڑھائیں اور شریعت اسلامیہ کی تعلیم دیں۔رسول اللہ ﷺ نے اصحابِ صفہ میں سے مندرجہ ذیل چھ☆ افراد منتخب کیے: مرثدؓ بن ابی مرثد غنوی، خالدؓ بن بکیر لیثی، عاصمؓ بن ثابت، خبیبؓ بن عدی، زیدؓ بن دثنہ، عبداللہؓ بن طارق، اور مبلّغین کی اس جماعت کا امیر مرثدؓ بن ابی مرثد کو مقرر فرمایا۔

جب یہ لوگ رجیع، جو مکہ اور عسفان کے درمیان ایک جگہ ہے، پہنچے تو قبیلہ عضل اور قارہ کے لوگوں نے مسلمانوں سے غداری کی اور قبیلہ ہذیل کو مدد کے لیے پکارا، چنانچہ ان لوگوں نے حضرت خبیبؓ بن عدی اور زیدؓ بن دثنہ کو پناہ کا دھوکہ دے کر گرفتار کرلیا، جبکہ باقی صحابہ کو شہید کر دیا گیا۔زیدؓ بن دثنہ اور خبیبؓ بن عدی کو بھی ان لوگوں نے بعد میں مکہ لے جا کر فروخت کر دیا، چنانچہ زیدؓ بن دثنہ کو صفوان بن امیہ نے اپنے باپ امیہ بن خلف کے عوض قتل کرنے کے لیے خرید لیا، جبکہ خبیبؓ کو حجیر بن ابواہاب تمیمی نے خرید کر قتل کر دیا۔(۲۱)

بئر معونہ کی مہم:

صفر ۴ھ میں نجد کے ایک قبیلے عامر بن صعصعہ کے ایک رئیس ابوالبراء عامر بن مالک کو آپ ﷺ نے اسلام کی دعوت دی، وہ نہ اسلام لایا اور نہ اس نے تردید کی بلکہ کہنے لگا! اے محمد! اگر آپ ﷺ اپنے رفقا میں سے کچھ لوگوں کو اہلِ نجد کے ہاں بھیج دیں اور وہ وہاں آپ ﷺ کا پیغام پہنچا کر انہیں اسلام کی دعوت دیں تو مجھے امید ہے کہ اہلِ نجد آپ کے پیغام پر ضرور لبیک کہیں گے۔رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا: مجھے اپنے آدمیوں کے متعلق اہلِ نجد سے خوف ہے۔ ابو براء نے کہا: میں اس کا ضامن ہوں، اس لیے آپ ان کو روانہ فرما دیجئے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے منذرؓ بن عمرو کی

☆ امام بخاری نے ان اصحاب کی تعداد دس بیان کی ہے۔(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الرجیع، ح:۴۰۸۶) امام سہیلی نے بھی دس کے قول کو ہی ترجیح دی ہے جن میں سے چھ مہاجر اور چار انصار صحابہ تھے۔(الروض الانف، ذکر یوم الرجیع ،۲/۱۶۷) جب کہ ابن الاثیر نے ان مبلغین کی تعداد چھ بیان کی ہے۔(اسد الغابہ، تذکرہ عبداللہؓ بن طارق، ۲۵۸/۵)

قیادت میں ستر صحابہ، جو سب کے سب درسگاہِ صفہ کے تربیت یافتہ تھے، اس کے ساتھ بھیج دیے۔ (۲۲)

ابنِ ہشام اور ابن اثیر کی روایت کے مطابق یہ جماعت چالیس صحابہ پر مشتمل تھی۔ یہ سب لوگ بئر معونہ پہنچ گئے، جو بنوسلیم کے قریب ایک جگہ تھی۔ وہاں سے اپنی جماعت کے ایک آدمی حرامؓ بن ملحان کو رسول اللہ ﷺ کا خط دے کر قبیلے کے سردار عامر بن طفیل کی طرف بھیجا، لیکن اس نے خط پڑھنے سے قبل ہی قاصد کو قتل کر دیا اور بنوسلیم کے ہمراہ بئر معونہ روانہ ہوا اور باقی مسلمانوں کو بھی قتل کر دیا۔ (۲۳)

سطور بالا کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعوتی و تبلیغی مقاصد کے لیے ایک ایسی جماعت کی تیاری کو ضروری خیال کیا جس کو دعوتی مشن اپنی جان سے بھی عزیز تھا۔ رجیع اور بئر معونہ کی دعوتی مہمات میں انتہائی قیمتی جانیں ضائع ہوئیں اور رسول اللہ ﷺ کو ان واقعات کا انتہائی رنج ہوا۔ اس لیے بعد کے دور میں خالصتاً تبلیغی مہمات بھی حفاظتی نقطۂ نظر سے مسلح کر کے بھیجی گئیں۔

درس گاہِ صفہ کے تربیت یافتہ معلمین و مبلغین کی دعوتی سرگرمیاں اس کے بعد بھی جاری رہیں۔ آپ ﷺ ان لوگوں کو مختلف جہادی مہمات میں افواج کے ہمراہ بطور مبلغ روانہ فرماتے، اس کے علاوہ قبائل عرب کی طرف سے آنے والے وفود کی تعلیم و تربیت کے لیے بھی آپ اصحابِ صفہ سے مدد لیتے تھے۔

قریش مکہ کو چونکہ مذہبی سیادت حاصل تھی، اس لیے عرب میں ان کا ادب و احترام کیا جاتا تھا اور تمام عرب مذہبی معاملات میں ان کو اپنا مقتدا اور پیشوا سمجھتے تھے۔ کفر و اسلام اور حق و باطل کی جو آویزش جاری تھی، اس میں قبائل عرب قریش کی طرف دیکھ رہے تھے کہ ان کا انجام کیا ہوتا ہے۔ بالآخر جب مکہ فتح ہو گیا اور قریش سب کے سب مسلمان ہو گئے تو اب قبائل عرب کے لیے بھی اسلام کے حق میں فیصلہ کرنا آسان ہو گیا۔ ابن حجر لکھتے ہیں:

ان مكة لما فتحت بادرت العرب باسلامهم فكان كل قبيلة ترسل كبراء ها يسلّموا ويتعلّمو ويرجعوا الى قومهم فيدعوهم الى الاسلام (۲۴)

”فتح مکہ کے بعد تمام عرب نے اسلام کی طرف نہایت تیزی سے قدم بڑھایا۔ ہر قبیلہ اپنے سرداروں کو بھیجتا تھا کہ جا کر اسلام لائیں اور دین کی تعلیم حاصل کریں، واپس آئیں تو اپنی قوم کو دعوتِ اسلام دیں“۔

فتح مکہ کے بعد تقریباً ایک سال کے عرصہ میں تمام قبائل عرب نے اپنے منتخب افراد کو وفود کی صورت میں مدینہ طیبہ بھیجا تاکہ وہ پوری قوم اور قبیلہ کی طرف سے اسلام کی بیعت کریں۔ فتح مکہ سے قبل رسول اللہ ﷺ کی حکمتِ عملی یہ تھی کہ جو قبیلہ اور قوم بھی اسلام قبول کرے، اسے مدینہ آکر مستقل رہنے پر آمادہ کیا جائے۔ اس کی بظاہر حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ ایک تو لوگ دارالہجرت میں آکر دین کی تعلیم حاصل کریں اور مزید یہ کہ دفاعی نقطہ نظر سے بھی مدینہ میں مسلمانوں کی تعداد اور طاقت میں اضافہ ہو۔ چنانچہ فتح مکہ سے قبل رسول اللہ ﷺ جو دعوتی مہمات روانہ فرماتے تھے،

ان کو یہی نصیحت کی جاتی تھی کہ لوگوں کو دین کی دعوت دیں۔ اگر وہ قبول کر لیں تو ان کو مدینہ کی طرف ہجرت کی دعوت دیں۔ حضرت بریدہؓ کا بیان ہے :

کان رسول اللّٰہ ﷺ اذا بعث امیرا علی سریة او جیش اوصاہ بتقوی اللّٰہ فی خاصة نفسہ وبمن معہ من المسلمین خیرا، وقال ﷺ! "اذا لقیت عدوک من المشرکین فادعھم الی احدی ثلاث خصال فایتھا اجابوک الیھا فاقبل منھم وکف عنھم ،ادعھم الی الاسلام ،فان اجابوا فاقبل منھم وکف عنھم ،ثم ادعھم الی التحول من دارھم الی دارالمھاجرین وأعلمھم انھم ان فعلوا ذالک ان لھم ما للمھاجرین وان علیھم ما علی المھاجرین، فان ابوا واختاروا دارھم فأعلمھم انھم یکونون کأعراب المسلمین یجری علیھم حکم اللّٰہ الذی کان یجری علی المؤمنین ولا یکون لھم فی الفئ والغنیمة نصیب إلا ان یجاھدوا مع المسلمین،فان ھم ابوا فادعھم الی اعطاء الجزیة فان اجابوا فاقبل منھم وکف عنھم، فان ابوا فاستعن باللّٰہ وقاتلھم (۲۵)

''رسول اللہ ﷺ جب کسی کو کسی جماعت یا لشکر کا امیر بنا کر روانہ فرماتے تو اس کو خاص اپنی ذات کے بارے میں اللہ سے ڈرنے کا حکم دیتے اور جو مسلمان اس کے ساتھ ہیں، ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیتے اور یہ فرماتے : جب تمہارا مشرک دشمنوں سے سامنا ہو تو ان کو تین باتوں میں سے ایک کی دعوت دینا۔ ان باتوں میں سے جو بات بھی وہ مان لیں، تم اسے ان سے قبول کر لینا اور ان سے جنگ نہ کرنا۔ پہلے ان کو اسلام کی دعوت دو، اگر وہ اسے منظور کر لیں تو تم ان سے اسے قبول کرلو اور ان سے رک جاؤ، پھر تم ان کو اپنا علاقہ چھوڑ کر دارالمہاجرین (مدینہ منورہ) کی طرف ہجرت کرنے کی دعوت دو اور انہیں یہ بتلا دو کہ اگر وہ ایسا کریں گے تو ان کو وہ تمام منافع ملیں گے جو مہاجرین کو ملتے ہیں اور ان پر وہ تمام ذمہ داریاں ہوں گی جو مہاجرین پر ہیں اور اگر وہ اسے نہ مانیں اور اپنے علاقے میں رہنے کو ہی ترجیح دیں تو انہیں بتلا دو کہ وہ دیہاتی مسلمانوں کی طرح ہوں گے اور اللہ کے احکام جو تمام مسلمانوں کے ذمہ ہیں، وہ ان کے ذمہ ہوں گے۔ انہیں فے اور مالِ غنیمت میں سے کوئی حصہ نہیں ملے گا۔ ہاں اگر مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے تو حصہ ملے گا۔ اگر وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیں تو انہیں جزیہ دینے کی دعوت دو اگر وہ اسے مان لیں تو تم اسے قبول کرلو اور ان سے جنگ نہ کرو اور اگر وہ اسے بھی نہ مانیں تو اللہ سے مدد طلب کرتے ہوئے ان سے جنگ کرو''۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت کے بعد ابتدائی سالوں میں رسول اللہ ﷺ کی حکمتِ عملی یہ تھی کہ نومسلم قبائل اور افراد کو مدینہ کی طرف ہجرت کی ترغیب دی جائے، لیکن فتح مکہ کی صورت میں جب اسلام کو نئی قوت وشوکت نصیب ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی حکمتِ عملی تبدیل فرمائی اور واضح طور پر اعلان فرما دیا گیا:

لا هجرة بعد فتح مكة (۲۶) ''فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے''۔

اب آپ ﷺ کا طریقہ کار یہ تھا کہ جو لوگ بھی انفرادی طور پر یا وفود کی صورت میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ ﷺ ان کو خود تعلیم ارشاد فرماتے اور بعض اوقات انصار ومہاجرین صحابہ کو حکم دیتے کہ وہ ان لوگوں کو قرآن وسنت کی تعلیم دیں اور جب وہ لوگ دین کے بنیادی امور کا علم حاصل کر لیتے تو آپ ﷺ ان وفود کو، جو عام طور پر رؤسائے قبائل پر مشتمل ہوتے تھے، واپس اپنے قبائل میں جانے کا حکم دیتے اور ان کو حکم ہوتا تھا کہ وہ جو کچھ سیکھ چکے ہیں وہ اپنے دوسرے لوگوں کو سکھائیں۔(۲۷)

امام بخاریؒ نے ایک جگہ '' **وصاه النبی ﷺ وفود العرب ان يبلغوا من ورائهم** '' (۲۸) کے عنوان سے ایک باب قائم کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اس کو آگے دوسروں تک پہنچانا ان وفود کا سب سے اہم فریضہ تھا۔ نیز بعض علاقوں کی طرف آپ ﷺ نے دعوتی مہمات روانہ فرمائیں اور مبلغین کو تلقین کی کہ اگر وہ لوگ اطاعت کا اظہار کریں تو ان کو قرآن وسنت کی تعلیم دیں اور ان کو کہیں کہ وہ وفد بن کر مدینہ آئیں اور براہِ راست رسول اللہ ﷺ سے فیضیاب ہوں۔(۲۹)

چنانچہ ۹ھ میں اس کثرت سے وفود آئے اس لیے مورخین نے اس سال کو ''عام الوفود'' کا نام دے دیا۔ ان وفود میں سے بعض سینکڑوں افراد پر بھی مشتمل تھے☆ اور بعض محض ایک، دو اور تین افراد پر۔ ان وفود کی تعداد میں بھی کافی اختلاف ہے تاہم یہاں ان میں سے ان چند وفود اور قبائلی رؤسا کا ذکر کیا جا رہا ہے جن کا کردار دعوت وتبلیغ کے حوالے سے اہمیت کا حامل ہے۔

قبائلی رؤسا کی تعلیم وتربیت کا انتظام

اصحاب صفہ کی منظم اور مستقل تبلیغی جماعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے اس چیز کی حوصلہ افزائی فرمائی کہ ہر قبیلہ اور جماعت میں سے کچھ ایسے لوگ موجود رہیں جو تعلیم وارشاد اور دعوت وتبلیغ کے فریضہ کو انجام دیتے رہیں۔ اسی بنا پر قرآن مجید میں یہ حکم نازل ہوا:

☆ وفد بنی تمیم ستر یا اسی افراد پر مشتمل تھا (الاستیعاب، تذکرہ عمروؓ بن اہتم، ۳/۱۱۶۳) جبکہ وفد بجیلہ میں شامل افراد کی تعداد ایک سو پچاس بیان کی جاتی ہے۔ (ابن سعد، ۱/۳۴۷)

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ (التوبہ ۹:۱۲۲)

''اور سب مسلمان تو سفر کر کے (مدینہ) نہیں آ سکتے تو ہر قبیلہ سے ایک جماعت کیوں نہیں آتی کہ وہ دین کی سوجھ بوجھ حاصل کریں، تاکہ جب وہ واپس جائیں تو اپنی قوم کو ڈرائیں، شاید وہ بری باتوں سے بچ جائیں''

چنانچہ بعض قبائل نے تو خود ہی اپنے نمائندہ افراد کو مدینہ بھیجا اور بعض قبائل مثلاً بنو حارث بن کعب اور ہمدان وغیرہ کو خود آپ ﷺ نے پیغام بھیجا کہ وہ اپنے وفود بھیجیں۔ چنانچہ اس کے بعد عرب کے تقریباً ہر قبیلہ نے اپنے وفود بارگاہِ رسالت ﷺ میں بھیجے تاکہ وہ دین کا فہم حاصل کریں اور واپس آ کر خود ان کو اس کی تعلیم دیں۔ تفسیر خازن میں ابنِ عباسؓ کا قول مروی ہے:

کان ینطلق من کل حی من العرب عصابة فیأتون النبی ﷺ فیسألونه عما یریدون من امر دینهم ویتفقّهون فی دینهم (۳۰)

''عرب کے ہر قبیلے کا ایک گروہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے مذہبی امور دریافت کرتا اور دین کا فہم حاصل کرتا''۔

آنے والے وفود اور قبائل عرب کے نمائندہ افراد کی ایسی تعلیم و تربیت کہ وہ واپس جا کر دعوت و تبلیغ کا کام کماحقہ کر سکیں، بڑی اہم ذمہ داری تھی جس کو رسول اللہ ﷺ نے انصار و مہاجرین اور اصحاب صفہ کی مدد سے عمدہ طریقہ سے انجام دیا، چنانچہ آپ ﷺ وفود عرب میں آنے والے قبائلی عمائدین کی خود تعلیم و تربیت فرماتے اور بعض اوقات انصار و مہاجرین کو حکم ہوتا کہ معزز مہمانوں کے قیام و طعام کا انتظام کرنے کے ساتھ ساتھ ان کو قرآن و سنت سکھائیں۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ کا بیان ہے:

کان رسول اللّٰه ﷺ یشغل ،فاذا قدم رجل مهاجر علی رسول الله ﷺ دفعه الی رجل منا یعلمه القرآن (۳۱)

''کوئی شخص جب ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ ﷺ اس کو تعلیم قرآن کے لیے ہم میں سے کسی کے سپرد کر دیتے''۔

چنانچہ حضرت وردانؓ طائف سے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو ابانؓ بن سعید کے حوالے کیا کہ ان کے مصارف کا بار اٹھائیں اور ان کو قرآن مجید کی تعلیم دیں۔ (۳۲)

انصارِ مدینہ باہر سے آنے والے حضرات کی مہمان نوازی کے ساتھ اس لگن اور دلسوزی سے ان کو قرآن مجید کی تعلیم دیتے تھے کہ وہ لوگ تشکر کے جذبات کے ساتھ واپس جاتے تھے۔ چنانچہ وفد عبدالقیس آیا تو اس اعتراف کے ساتھ واپس گیا:

خیر اخوان، ألانوا فراشنا، وأطابوا

''یہ ہمارے بہترین بھائی ہیں۔ انہوں نے ہمیں نرم

مطعمنا، وباتوا واصبحوا یعلّمونا کتاب ربنا وسنۃ نبینا (۳۳)

بستر مہیا کیے، اچھا کھانا کھلایا اور دن رات ہمیں اللہ کی کتاب اور پیغمبر ﷺ کی سنت کی تعلیم دیتے رہے۔''

آنے والی سطور میں ان چند قبائلی رؤسا اور مبلغین کا ذکر کیا جا رہا ہے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے تعلیم وتربیت حاصل کرنے کے بعد اپنے اپنے قبائل میں دعوت کا فریضہ انجام دیا۔

عمیرؓ بن وہب کی قریشِ مکہ کو دعوت

عمیرؓ بن وہب قریش کے ممتاز سرداروں میں سے ایک تھے۔ یہ ابتدائے اسلام میں اسلام کے شدید ترین دشمنوں میں سے ایک تھے۔ ان کا بیٹا وہب بن عمیر غزوہ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں قید ہوا تو انہوں نے اپنے بیٹے کو چھڑوانے کے بہانے رسول اللہ ﷺ کو مدینہ میں قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اس سازش کا سوائے صفوان بن امیہ کے کسی کو علم نہ تھا، جو خود اس منصوبے میں شریک تھے۔ لیکن مدینہ پہنچ کر جب وہ اس ارادے سے مسجدِ نبوی میں داخل ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو بذریعہ وحی صفوان بن امیہ کے ساتھ تیار کردہ سازش سے آگاہ کر دیا اب عمیر پر حقیقتِ حال واضح ہو چکی تھی۔ اس لیے انہوں نے فوراً اسلام قبول کر لیا اور آپ ﷺ سے عرض کی:

فائذن لی یارسول اللہ ﷺ فالحق بقریش فادعوھم الی اللہ والی الاسلام لعل اللہ ان یھد یھم (۳۴)

''یا رسول اللہ ﷺ میں چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ مجھے اجازت دیں کہ میں مکہ جا کر اہلِ مکہ کو اللہ اور اسلام کی طرف دعوت دوں۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے گا''۔

ابن الاثیر کا بیان ہے کہ حضرت عمیرؓ مکہ میں مسلسل اسلام کی صدا بلند کرتے رہے۔ چنانچہ صفوانؓ بن امیہ سمیت متعدد لوگوں نے آپ کی ترغیب سے ہی اسلام قبول کیا۔ (۳۵)

حضرت ضحاکؓ بن سفیان کی بنوکلاب کو دعوتِ اسلام

حضرت ضحاک کی کوششوں سے بنو کلاب کا پورا قبیلہ اسلام لے آیا۔ ۹ ھ میں اس قبیلہ کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے اسلام لانے کی اطلاع دی اور آپ ﷺ کو بتایا: ضحاک بن سفیان نے ہمارے درمیان کتاب اور آپ ﷺ کی سنت کے مطابق عمل کیا اور ہمیں آپ ﷺ کی رسالت پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ ہم نے اسے قبول کر لیا۔ (۳۶)

ابوامامہؓ باہلی کی اپنی قوم باہلہ کو دعوتِ اسلام

ابوامامہؓ باہلی نے اسلام قبول کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو ان کی اپنی قوم کی طرف ہی مبلغ بنا کر بھیجا تا کہ وہ ان

کواسلام کی تعلیمات سے روشناس کرائیں۔قوم نے جب ان کو دیکھا تو خوش ہوکر کہا: صدیؓ بن عجلان (ابوامامہؓ کا نام ہے) کو خوش آمدید ہو۔اور کہنے لگے کہ ہمیں خبر پہنچی ہے کہ تم بے دین ہوکر اس آدمی (رسول اللہ ﷺ) کی طرف مائل ہوگئے ہو۔انہوں نے جواب دیا: نہیں بلکہ میں تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف مائل ہوگیا ہوں اور مجھے اللہ اور رسول ﷺ نے تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ میں تم پر اسلام اور اس کے احکام پیش کروں۔

چنانچہ اس کے بعد ابوامامہؓ ان کو اسلام کی دعوت دینے لگے،لیکن قوم نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا اور ان پر بڑی سختی کی۔ابوامامہؓ نے بڑی استقامت کا مظاہرہ کیا۔بالآخر ان کی دعوت وتبلیغ کے نتیجہ میں پوری قوم مسلمان ہوگئی۔(۳۷)

حضرت ابوامامہؓ نے اس کے بعد دعوتِ دین کو اپنی زندگی کا مشن بنالیا جہاں دو چار لوگوں کو دیکھتے ان تک اسلام کا پیغام ضرور پہنچاتے۔مسلم بن عامر کا بیان ہے: ''جب ہم ابوامامہؓ کے پاس بیٹھتے تو وہ ہم کو احادیث سناتے اور کہتے ان کو سنو، سمجھو اور جو سنتے ہو اس کو دوسروں تک پہنچاؤ''(۳۸)

سلمان بن حبیب محاربی بیان کرتے ہیں: میں حمص کی مسجد میں گیا، دیکھا کہ مکحولؒ اور ابن زیادزکریا دونوں بیٹھے ہوئے ہیں۔مکحولؒ نے کہا کہ اس وقت دل چاہتا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے صحابی حضرت ابوامامہؓ باہلی کے حضور چلتے ،ان کی کچھ خدمت کرتے اور ان سے کچھ حدیثیں سنتے۔سلمان کہتے ہیں: ہم لوگ اٹھے اور ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہم لوگوں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا اس کے بعد فرمایا: تمہارا میرے پاس آنا تمہارے لیے باعثِ رحمت بھی ہے اور تمہارے اوپر حجت بھی، (یعنی اگر تم حدیث کی خلاف ورزی کروگے) میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس امت کے حق میں جھوٹ اور تعصب سے زیادہ اور کسی چیز کا خوف کرتے ہوئے نہیں دیکھا، آگاہ رہو جھوٹ اور تعصب سے بچو پھر فرمایا:

الا وانه أمرنا ان نبلّغكم ذالک عنه ألا وقد فعلنا فأبلغوا عناماقد بلّغنا كم(۳۹)

''آگاہ رہو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم یہ باتیں تم تک پہنچادیں۔آگاہ رہو ہم نے پہنچادیں،لہذا اب تم ان باتوں کو جو ہم سے تم نے سنیں ہیں دوسروں تک پہنچادینا''

حضرت عمروؓ بن مرہ جہنی کی اپنی قوم کے لیے دعوت

حضرت عمروؓ بن مرہ جہنی نے رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی خبر سنی تو خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر اسلام قبول کرلیا اور قرآن مجید کی تعلیم حضرت معاذ بن جبلؓ سے حاصل کی (۴۰) پھر بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ آپ مجھے میری قوم میں بھیج دیں ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر بھی میرے ذریعہ فضل فرمادے جیسے آپ ﷺ کے ذریعہ

سے مجھ پر فرمایا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ان کی قوم میں دعوتِ اسلام کی اجازت مرحمت فرمائی، انہوں نے قوم کو ان الفاظ میں اسلام کی طرف بلایا:

یا معشر جهینة !انی رسول رسول اللہ ﷺ الیکم ادعوکم الی الاسلام وآمر کم بحق الدماء وصلة الارحام، وعبادة اللّٰه وحده، ورفض الاصنام وبحج البیت، وصام شهر رمضان شهر من اثنی عشر شهرا، فمن اجاب فله الجنة ومن عصی فله النار (۴۱)

''اے قبیلہ جہینہ! میں تمہاری طرف اللہ کے رسول کا قاصد ہوں اور تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں، اور میں اس بات کا حکم دیتا ہوں کہ تم خون کی حفاظت کرو، صلہ رحمی کرو، ایک اللہ کی عبادت کرو، بتوں کو چھوڑ دو، بیت اللہ کا حج کرو اور بارہ مہینوں میں سے رمضان کے روزے رکھو۔ جو مان لے گا اس کے لیے جنت ہے اور جس نے نافرمانی کی اس کے لیے جہنم کی آگ ہے''۔

حضرت عمروؓ بن مرہ کی مسلسل دعوت اور کوشش سے ان کی قوم نے اسلام قبول کر لیا تو وہ اپنی قوم کو لے کر بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے ان کا استقبال فرمایا، ان کو درازیٔ عمر کی دعا دی اور ان کی قوم کے لیے ایک تحریر لکھ کر دی۔ (۴۲)

رفاعہؓ بن زید جزامی کی اپنی قوم کے لیے بطور مبلغ تقرری

خیبر سے قبل صلح حدیبیہ کے موقع پر رفاعہؓ بن زید جزامی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک تحریر ان کی قوم کے لیے لکھ دی اور ان کو اپنی قوم کی طرف مبلغ بنا کر روانہ فرمایا۔ اس خط میں تحریر تھا:

هذا کتاب من محمد رسول اللہ ﷺ لرفاعةؓ بن زید، انی بعثته الی قومه عامة، ومن دخل فیهم، یدعوهم الی اللّٰه والی رسوله، فمن اقبل منهم ففی حزب اللّٰه وحزب رسوله (۴۳)

''یہ محمد رسول اللہ کی جانب سے رفاعہ بن زید کے لیے تحریر ہے کہ میں نے انہیں ان کی عام قوم کی طرف اور ان لوگوں کی طرف جو ان کی قوم میں داخل ہوں، بھیجا ہے، رفاعہ ان سب کو اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف دعوت دیں گے، جو ان کی دعوت کو قبول کرے گا، اللہ اور اس کے رسول کی جماعت میں شمار ہوگا۔''

پھر جب رفاعہ بن زید اپنی قوم میں پہنچے تو قوم نے ان کی آواز پر لبیک کہا اور اسلام قبول کر لیا۔ (۴۴)

عروہؓ بن مسعود کی ثقیف کو دعوت / عثمانؓ بن ابی العاص کا بطور امیر تقرر

ابن اسحاق کی روایت ہے کہ ماہ رمضان ۹ھ میں جب رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے عروہؓ بن مسعود ثقفی نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر اسلام قبول کرلیا اور عرض کیا کہ مجھے اپنی قوم میں جانے کی اجازت دی جائے تا کہ میں ان کو اسلام کی طرف بلاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہیں ایسا نہ ہو کہ ثقیف تمہیں قتل کر ڈالیں۔ عروہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں ان کے نزدیک باکرہ عورتوں سے بھی زیادہ محبوب ہوں۔

چنانچہ وہ اس امید پر کہ قوم ان کی مخالفت نہیں کرے گی بڑے جذبے کے ساتھ اپنی قوم کے سامنے اسلام کی دعوت کے لیے روانہ ہوئے۔ جب وہ اپنے مکان کے بالا خانے پر نمودار ہوئے، قوم کو اسلام کی طرف بلایا اور ان پر اپنا دین ظاہر کیا تو انہوں نے ہر طرف سے ان پر تیروں کا مینہ برسا دیا جس سے آپؓ شہید ہو گئے لیکن حضرت عروہؓ بن مسعود ثقفی کی یہ قربانی رائیگاں نہ گئی، جلد ہی قوم کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ چھ افراد پر مشتمل ایک وفد بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کرلیا اور مدینہ میں ٹھہر کر اسلام کی تعلیمات سے فیض یاب ہونے لگے۔ جب یہ لوگ واپس جانے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے ایک تحریر لکھ دی اور عثمان بن ابی العاص کو ان کا امیر مقرر کیا۔

ابن ہشام نے ان کے تقرر کی یہ حکمت بیان کی ہے: ان لوگوں میں انہیں اسلام کو ٹھیک طور پر سمجھنے اور قرآن کی تعلیم حاصل کرنے کا سب سے زیادہ شوق تھا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی یہ کہتے ہوئے ان کے تقرر کی سفارش کی:

یارسول اللہ ﷺ! انی قدرأیت هذا الغلام منهم من احرصهم علی التفقه فی الاسلام، وتعلم القرآن (۴۵)

''یارسول اللہ ﷺ! میں اس لڑکے کو ان لوگوں میں تفقہ فی الدین، مسائل دینی اور قرآن سیکھنے کا سب سے زیادہ حریص پاتا ہوں''۔

وفد بنوتمیم

بنوتمیم کا وفد بڑی شان وشوکت سے ۹ھ میں مدینہ آیا۔ وفد میں قبیلہ کے تقریباً تمام بڑے رؤسا مثلاً اقرع بن حابس، عمرو بن اہتم، نعیم بن یزید، قیس بن حارث، عطارد بن حاجب زبرقان بن بدر اور عیینہ بن حصن وغیرہ شامل تھے۔ یہ لوگ اپنے خطیب اور شاعر ساتھ لے کر آئے تھے۔ ابن عبدالبر لکھتے ہیں:

کان فی وفد تمیم سبعون او ثمانون رجلا ثم اسلموا القوم وبقوا بالمدینة مدة یتعلمون القرآن والدین (۴۶)

''قبیلہ بنوتمیم کے ستر یا اسی افراد وفد کی صورت میں حاضر ہوکر اسلام لائے اور مدینہ میں ایک مدت تک دین اسلام اور قرآن کی تعلیم حاصل کرتے رہے''۔

اسی وفد کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیتِ مقدسہ نازل فرمائی تھی:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُنَادُوۡنَکَ مِنۡ وَّرَآءِ الۡحُجُرٰتِ اَکۡثَرُهُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ (الحجرات ۴۹:۴)

''وہ لوگ جو آپ ﷺ کو حجروں کے عقب سے پکارتے ہیں ان میں سے بیشتر نا سمجھ ہیں''۔

جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو انہوں نے کہا! اے محمد ﷺ! ہم تمہارے پاس مفاخرہ کرنے کے لیے آئے ہیں۔اس لیے ہمارے شاعر اور خطیب کو اجازت دو' چنانچہ بنوتمیم کی طرف سے عطارد بن حاجب نے تقریر کی اور رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے ثابتؓ بن قیس نے اس کا جواب دیا۔اسی طرح زبرقان بن بدر نے فخریہ اشعار پڑھے تو ابنِ اسحاق کے بقول رسول اللہ ﷺ نے حسانؓ بن ثابت کو بلوا بھیجا تو انہوں نے ان کا جواب دیا۔دوطرفہ مفاخرہ کے بعد اقرع بن حابس یہ کہتے ہوئے کھڑے ہوگئے:''باپ کی قسم! یہ آدمی (نبی کریم ﷺ) وہ ہیں جن کو توفیق الٰہی حاصل ہے،ان کا خطیب ہمارے خطیب سے بہتر ہے،ان کا شاعر ہمارے شاعر سے بہتر ہے اور ان کے الفاظ ہمارے الفاظ سے شیریں ہیں''

پھر بنوتمیم کے وفد کے تمام افراد اسلام لے آئے،رسول اللہ ﷺ نے انہیں بہترین انعامات سے نوازا۔(۴۷)

ضمامؓ بن ثعلبہ کی بنوسعد بن بکر کو دعوتِ اسلام

ابنِ اسحاق کا بیان ہے کہ بنوسعد بن بکر نے ضمامؓ بن ثعلبہ کو بارگاہِ رسالت میں اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا تاکہ وہ اسلام کے بارے میں پوچھ کر آئیں۔ضمام بڑے جری انسان تھے، چنانچہ یہ مسجدِ نبوی میں داخل ہوئے اور پوچھا: ایکم ابن عبدالمطلب؟ (تم میں عبدالمطلب کا بیٹا کون ہے؟) رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا!''انا ابنِ عبدالمطلب''۔(میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں)۔پھر ضمامؓ بن ثعلبہ نے اسلام کے متعلق کئی سوال کیے،جن کو ابنِ ہشام اور دوسرے مؤرخین نے تفصیل سے بیان کیا ہے۔مطمئن ہونے کے بعد انہوں نے اسلام قبول کرلیا اور کہا!

فانی اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ واشھد ان محمدا رسول اللّٰہ ﷺ وسأودّی ھذہ الفرائض واجتنب مانھیتنی عنہ ،ثم لاازید ولا انقص (۴۸)

''میں گواہی دیتا ہوں کہ خدائے واحد کے سوا کوئی معبود نہیں۔اور اقرار کرتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں،اور میں یہ فرائض ادا کرتا رہوں گا اور جن چیزوں سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ان سے پرہیز کروں گا،پھر میں نہ زیادتی کروں گا اور نہ کمی کروں گا''۔

پھر اپنے اونٹ پر بیٹھ کر روانہ ہوگئے۔جب اپنی قوم میں پہنچے تو پوری قوم ان کے پاس جمع ہوگئی چنانچہ انہوں نے قوم سے جو پہلی بات کہی وہ یہ تھی:

بئست اللات والعزی!قالوا:مہ یاضمام!اتق البرص،اتق الجذام، اتق الجنون! قال : ویلکم !انھما واللّٰہ لا یضران ولاینفعان،ان اللّٰہ قد بعث رسولا

''لات وعزی کتنے برے ہیں،اس پر قوم نے کہا:ضمام!ٹھہرو،ٹھہرو!برص میں مبتلا ہونے سے ڈرو، جذام میں مبتلا ہونے سے ڈرو اور جنون سے ڈرو۔ضمام نے جواب دیا!تمہارا برا ہو،خدا کی قسم! یہ دونوں نہ

وانزل عليه كتابا استنقذكم به مما كنتم فيه،واني اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له وان محمدا عبده ورسوله،وقد جئتکم من عنده بما امر کم به،ومانها کم عنه (۴۹)

نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع پہنچا سکتے ہیں۔ بے شک اللہ نے ایک رسول بھیجا ہے اور اس پر ایک کتاب نازل کی ہے جس کے ذریعے سے رسول اللہ ﷺ نے تمہیں اس گمراہی سے نکالا ہے جس میں تم پڑے ہوئے تھے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خدائے واحد کے سوا کوئی اور معبود نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور میں تمہارے پاس ان کی طرف سے وہ لایا ہوں جس کا انہوں نے تمہیں حکم دیا ہے اور وہ لایا ہوں جس سے انہوں نے تمہیں منع کیا ہے''۔

راوی (ابنِ عباس) کا بیان ہے کہ شام ہونے سے قبل ہی اس قبیلے کے ہر مرد وعورت نے اسلام قبول کرلیا۔

اکثمؓ بن صیفی کی اپنی قوم کو دعوتِ اسلام

حضرت اکثمؓ کو ظہورِ اسلام کی خبر ہوئی تو دو آدمیوں کو رسول اللہ کی خدمت میں بھیجا کہ تحقیق حال کریں وہ دونوں خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کو یہ آیت سنائی:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (النحل،۱۶:۹۰)

''بے شک اللہ تعالیٰ عدل، احسان اور قرابت داروں کو دینے کا حکم کرتا ہے اور فحاشی، برائی اور ظلم سے منع کرتا ہے۔ خدا تم کو نصیحت کرتا ہے شاید تم سمجھو اور سوچو''۔

ان لوگوں نے جا کر ان سے یہ واقعہ بیان کیا تو انہوں نے تمام قوم کی طرف خطاب کر کے کہا:

یا قوم!أراه یأمر بمکارم الاخلاق وینهیٰ عن ملائمها فکونوا فی هذا الأمر رؤسا ولاتکونوا ادنابا وکونوا فیه اولا ولا تکونوا فیه آخر

''اے میری قوم یہ پیغمبر مکارمِ اخلاق کا حکم دیتا ہے۔ اور رذائم اخلاق سے روکتا ہے تم لوگ قبول اسلام میں دم نہ بنو، سر بنو، مقدم بنو، مؤخر نہ ہو''۔

اس کے بعد تادمِ مرگ اس کوشش میں مصروف رہے، انتقال ہوا تو اہلِ عیال کو تقویٰ اور صلہ رحمی کی وصیت کی۔(۵۰)

حضرت زیادؓ بن حارث کی اپنی قوم کو بذریعہ خط دعوتِ اسلام

حضرت زیادؓ بن حارث صدائی فرماتے ہیں کہ میں حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام پر آپﷺ سے بیعت ہوا۔ مجھے پتہ چلا کہ حضورﷺ نے ایک لشکر میری قوم کی طرف بھیجا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہﷺ آپﷺ لشکر واپس بلا لیں، میں اس بات کی ذمہ داری لیتا ہوں کہ میری قوم مسلمان بھی ہو جائے گی اور آپﷺ کی اطاعت بھی کرے گی۔ آپﷺ نے فرمایا تم جاؤ اور اس لشکر کو واپس بلا لاؤ۔ میں نے کہا یا رسول اللہﷺ میری سواری تھکی ہوئی ہے۔ حضورﷺ نے ایک آدمی کو بھیج کر لشکر واپس بلوا لیا۔ میں نے اپنی قوم کو خط لکھا۔ وہ مسلمان ہو گئے اور ان کا ایک وفد یہ خبر لے کر حضور کی خدمت میں آیا آپﷺ نے مجھ سے فرمایا:

یا اخا صداء! "انک لمطاع فی قومک" فقلت: "بل اللہ ھدا ھم للاسلام فقالﷺ: افلا اؤمّرک علیھم؟" قلت! بلی یا رسول اللہﷺ! قال: فکتب لی کتابا امّرنی (۵۱)

"اے صدائی بھائی! واقعی تمہاری قوم تمہاری بات مانتی ہے۔ میں نے کہا (اس میں میرا کمال نہیں) بلکہ اللہ نے ان کو اسلام کی ہدایت دی ہے۔ آپﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں ان کا امیر نہ بنادوں؟ میں نے کہا بنادیں یا رسول اللہ! چنانچہ حضورﷺ نے میری امارت کے بارے مجھے ایک خط لکھ کر دیا"

فروہؓ بن مسیک کی اپنی قوم کو دعوتِ اسلام

فروہؓ بن مسیک ۱۰ھ میں خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ فروہ کا قبیلہ مراد سے تعلق تھا۔ قبولِ اسلام کے بعد عرض کیا یا رسول اللہﷺ مجھے اجازت ہو تو اپنی قوم کے اہلِ اسلام کو ساتھ لے کر اپنی قوم کے کافروں سے قتال کروں، رسول اللہﷺ نے ان کو اجازت دے دی۔ جب یہ چلے تو رسول اللہﷺ نے ایک آدمی بھیج کر ان کو بلوا لیا اور فرمایا:

ادع القوم فمن اسلم منھم فاقبل منه ومن لم یسلم فلا تعجل حتی احدثالیک (۵۲)

"تم اپنی قوم کو اسلام کی ترغیب دینا، جو شخص اسلام لے آئے اس کا اسلام قبول کر لینا اور جو انکار کرے اس کے بارے میں توقف کرنا یہاں تک کہ میں تم کو کوئی حکم بھیجوں"

ابو ثعلبہؓ خشنی کی اپنی قوم کو دعوتِ اسلام

حضرت ابو ثعلبہؓ جرثوم بن ناشب خشنی کا تعلق قبیلہ قضاعہ کی شاخ خشین سے تھا۔ یہ حدیبیہ اور بیعتِ رضوان میں شریک تھے۔ رسول اللہﷺ نے ابو ثعلبہؓ کو ان کے اپنے قبیلہ کی طرف ہی مبلغ بنا کر بھیجا چنانچہ حضرت ابو ثعلبہؓ کی

کوششوں سے ان کا پورا قبیلہ رسول اللہ کی زندگی ہی میں اسلام لے آیا۔(۵۳) ابن عبدالبر کا بیان ہے:

وارسله رسول الله ﷺ الی قومه فاسلموا (۵۴)

''رسول اللہ ﷺ نے ان کو ان کی قوم کی طرف دعوت اسلام کے لیے بھیجا پس ان کی قوم نے ان کی دعوت پر اسلام قبول کرلیا۔''

عامرؓ بن شہر کی قبیلہ ہمدان کو دعوتِ اسلام

عامرؓ بن شہر ایک زمانہ تک بادشاہوں کی صحبت میں رہ چکے تھے اور اپنے قبیلے کے قابل ترین فرد تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی خبر ان کے قبیلہ ہمدان کو ملی تو قبیلہ والوں نے ان سے کہا کہ تم اس شخص (یعنی رسول اللہ ﷺ) کے پاس جاؤ اور جس چیز کو تم ہمارے لیے اچھا سمجھو گے اس کو ہم کریں گے اور جس کو برا سمجھو گے اس کو نہ کریں گے۔ چنانچہ عامرؓ بن شہر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور دین اسلام کی تعلیمات سے متاثر ہوکر مسلمان ہوگئے۔ پھر اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے اور ان لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دی تو کئی لوگوں نے اسلام قبول کرلیا۔ (۵۵)

حارثؓ بن ضرار کی اپنی قوم کو دعوتِ اسلام

حضرت حارثؓ بن ضرار نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوکر اسلام قبول کرلیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو عقائد اسلام اور زکوٰۃ کی تعلیم دی۔ اس کے بعد انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنی قوم کی طرف لوٹ جاؤں تاکہ ان کو اسلام اور اداءِ زکوٰۃ کی دعوت دوں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے حضرت حارثؓ بن ضرار واپس اپنی قوم میں آگئے اور ان کو اسلام کی طرف بلایا تو قوم نے ان کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے اسلام قبول کرلیا۔ حضرت حارثؓ زکوٰۃ اکٹھی کر کے خود مدینہ حاضر ہوئے۔(۵۶)

عمروؓ بن حسان کی اپنی قوم کو دعوتِ اسلام

حضرت عمروؓ بن حسان نے اپنی قوم کو اسلام کی طرف بلایا تو تمام لوگ مسلمان ہوگئے۔ چنانچہ وہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں نے اپنے پیچھے کسی شخص کو نہیں چھوڑا جس سے میں نے اسلام پر بیعت نہ لے لی ہو اور وہ آپ ﷺ پر ایمان نہ لایا ہو سوائے قبیلہ کے خاندان بنی جون کی ایک ضعیفہ یعنی میری والدہ کے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ارفق بها (ان کے ساتھ نرمی کرو)۔(۵۷)

قیسؓ بن نشبہ کی بنی سلیم کو دعوتِ اسلام

حضرت قیس بن نشبہؓ قبولِ اسلام کے بعد اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے اور ان کو اسلام کی طرف بلاتے ہوئے

فرمایا:

یابنی سیلم !سمعت ترجمة الروم وفارس واشعار العرب والکھان ومقاول حمیر وماکلام محمدؐ یشبه شیئًا من کلامھم فاطیعونی فی محمد فانکم اخواله (۵۸)	''اے بنوسلیم !میں نے روم وفارس کے تراجم اورعرب، کہان اورحمیر کے بہادروں کے اشعار سنے ہیں لیکن محمدﷺ کا کلام ان سب سے الگ ہے، پس محمد کے معاملے میں میری اطاعت کرو، کیونکہ تم ان کے ماموں ہو''۔

ابنِ اثیر کی روایت کے مطابق حضرت قیس بن غزیہؓ نے بھی اپنی قوم کو اسلام کی طرف بلایا تھا۔(۵۹)

مالکؓ بن احمر کی اہلِ فدک کو دعوتِ اسلام

جب رسول اللہﷺ تبوک کے مقام پر تشریف لائے تو مالکؓ بن احمر بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر اسلام لے آئے اور عرض کیا کہ انہیں تبلیغ دین کے بارے میں ایک اجازت لکھ دیں جس کے ذریعہ وہ اپنی قوم کو اسلام کی طرف بلائیں ،چنانچہ رسول اللہﷺ نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر ان کو تحریر لکھ دی۔(۶۰)

محیصہؓ بن مسعود کی اپنی قوم کو دعوتِ اسلام

حضرت محیصہؓ بن مسعود کو رسول اللہﷺ نے اہلِ فدک کے پاس ارشاد وہدایت کے لیے روانہ فرمایا، محیصہؓ بن مسعود جوان کے بڑے بھائی تھے وہ ان ہی کی کوششوں سے مسلمان ہوئے۔(۶۱)

مسعودؓ بن وائل کی بنی سلیم کو دعوتِ اسلام

حضرت مسعودؓ بن وائل مشرف بہ اسلام ہوئے تو درخواست کی:

یارسول اللہ ﷺ! انی احب ان تبعث الی قومی رجلا یدعوھم الی الاسلام	''یارسول اللہ ﷺ! آپؐ میری قوم کی طرف کسی آدمی کو روانہ کریں جو ان میں اسلام کی تبلیغ کرے''۔

رسول اللہﷺ نے انہیں ایک فرمان لکھ کر دیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ خود اپنے قبیلے میں دعوت کا کام کریں۔(۶۲)

عبداللہؓ بن عوسجہ کی قبیلہ حارثہ بن عمرو کو دعوتِ اسلام

حضرت عبداللہؓ بن عوسجہ البجلی کو رسول اللہﷺ نے اپنا خط دے کر قبیلہ حارثہ بن عمرو بن قریط کے پاس تبلیغ وہدایت کے لیے بھیجا، چنانچہ انہوں نے ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی، لیکن یہ لوگ اسلام سے محروم رہے۔(۶۳)

قیسؓ بن یزید کی اپنی قوم کو دعوتِ اسلام

اسی طرح ابن اثیر قیسؓ بن یزید کے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے بھی اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی: **''فدعا قومه الی الاسلام فاسلموا''** (۶۴)

عمروؓ بن حزم کا بنوحارث بن کعب کی طرف بطور مبلغ تقرر

ربیع الاول ۱۰ھ میں رسول اللہ ﷺ نے خالدؓ بن ولید کو بنوحارث بن کعب کے پاس نجران دعوت وتبلیغ کی خاطر روانہ فرمایا۔ بنوحارث نے اسلام قبول کرلیا، تو خالد بن ولید نے بذریعہ خط کامیابی کی اطلاع بارگاہِ رسالت میں بھیجی تو رسول اللہ ﷺ نے جوابی خط میں ان کو ہدایت کی کہ وہ اپنے ساتھ بنوحارث کا وفد لے کر واپس آ جائیں، چنانچہ حضرت خالدؓ بنوحارث کے وفد سمیت مدینہ حاضر ہوگئے۔ چشمہء نبوت سے براہِ راست فیض یاب ہونے کے بعد جب یہ وفد واپس جانے لگا تو آپ ﷺ نے بنوحارث بن کعب پر قیسؓ بن حصن کو امیر مقرر فرمایا اور ان لوگوں کے جانے کے بعد آپ ﷺ نے عمروؓ بن حزم کو ان کی طرف روانہ فرمایا۔ ان کی ذمہ داری یہ تھی کہ وہ ان سے صدقات وغیرہ وصول کریں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ تبلیغ دین کی ذمہ داری بھی ان کے سپرد تھی۔ ابن ہشام لکھتے ہیں:

وقد کان رسول اللّٰہ ﷺ قد بعث الیھم بعد ان ولی وفدھم عمروؓ بن حزم، لیفقّھھم فی الدین، ویعلّمھم السنة ومعالم الاسلام (۶۵)

”رسول اللہ ﷺ نے عمروؓ بن حزم کو بنوحارث بن کعب کی طرف بھیجا تاکہ وہاں جاکر ان میں دین کا فہم پیدا کریں اور انہیں سنتِ رسول ﷺ اور اسلام کی تعلیمات سے روشناس کرائیں“۔

رسول اللہ ﷺ نے معاذؓ بن جبل کو یمن کے ایک حصہ کا عامل اور قاضی بنا کر بھیجا تو ان کو یہ ہدایت فرمائی کہ وہ لوگوں میں اسلامی شعور پیدا کریں اور ان کو قرآن کی تعلیم دیں۔ ابنِ عبدالبر لکھتے ہیں:

بعثہ رسول اللّٰہ ﷺ قاضیا الی الجند من الیمن یعلّم الناس القرآن وشرائع الاسلام (۶۶)

”رسول اللہ ﷺ نے ان کو یمن کے ایک حصہ کا قاضی مقرر فرما کر بھیجا کہ وہاں کے لوگوں کو قرآن مجید اور احکامِ دین کی تعلیم دیں“۔

خلاصہٴ بحث

قبائل عرب میں کوئی قبیلہ ایسا نہیں جس کو رسول اللہ ﷺ نے براہِ راست اللہ تعالیٰ کا پیغام نہ سنایا ہو۔ بالخصوص مکی عہدِ نبوت میں جب قبائل عرب ایام حج میں مکہ آتے تو آپ ﷺ ایک ایک قبیلہ اور خاندان کے پاس خود جاکر ان کو اسلام کی دعوت پیش فرماتے، تاہم وہ لوگ جن کو آپ ﷺ براہِ راست دعوتِ اسلام نہ دے سکے آپ ﷺ نے ان کی طرف اپنے صحابہؓ کو بطور مبلغ روانہ فرمایا۔

مدنی عہدِ نبوت میں آپ ﷺ نے کثرت کے ساتھ قبائل عرب کی طرف دعوتی وتبلیغی مہمات روانہ فرمائیں اور صحابہ کرامؓ کو دعوتِ اسلام کی ذمہ داری سونپی۔ اگرچہ ہر قبیلہ کی طرف بھیجے جانے والے مبلغین اور ان کی سرگرمیوں کا

ہمیں تفصیلی ذکر نہیں ملتا تاہم مدنی دور میں جس تیزی سے اسلام پھیلا وہ بذاتِ خود آپ ﷺ کے ان گم نام مبلغین کی انتھک کوششوں کا منہ بولتا ثبوت ہے جن کے بارے میں ماخذ یا تو بالکل خاموش ہے یا ان کے بارے میں چند اشارے اور منتشر معلومات ملتی ہیں، ایسے ہی ایک گمنام مبلغ کے بارے میں حضرت احنفؓ بن قیس کے اس بیان سے پتہ چلتا ہے، وہ فرماتے ہیں:

''میں حضرت عثمانؓ کے زمانے میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا کہ اتنے میں بنولیث کے ایک آدمی نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا میں تم کو ایک خوشخبری نہ سنا دوں؟ میں نے کہا ضرور۔ اس نے کہا کیا تمہیں یاد ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے تمہاری قوم کے پاس بھیجا تھا۔ میں ان پر اسلام کو پیش کرنے لگا اور ان کو اسلام کی دعوت دینے لگا تو تم نے کہا تھا کہ تم ہمیں بھلائی کی دعوت دے رہے ہو اور بھلی بات کا حکم کر رہے ہو اور وہ (رسول اللہ ﷺ) بھلائی کی دعوت دے رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو جب تمہاری بات پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''**اللّٰھم! اغفر للاحنفؓ**'' ''اے اللہ! احنفؓ کی مغفرت فرما''۔

حضرت احنفؓ فرمایا کرتے تھے کہ میرے پاس ایسا کوئی عمل نہیں ہے جس پر مجھے رسول اللہ ﷺ کی اس دعا سے زیادہ امید ہو۔''(۶۷)

اسی نوعیت کا ایک واقعہ عبد خیرؓ ابن یزید بیان کرتے ہیں:

''میں ملکِ یمن میں تھا وہاں لوگوں کے پاس رسول اللہ ﷺ کا خط پہنچا جس میں لوگوں کو اسلام کی دعوت دی گئی تھی۔ اس وقت میرے والد کہیں باہر گئے ہوئے تھے اور میری عمر ابھی کم تھی، جب میرے والد واپس آئے تو میری والدہ سے کہا کہ دیگ کو کتوں کے سامنے بہا دو اس لیے کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں، پس اس وقت میں اسلام لے آیا۔ دیگ کے بہانے کا حکم اس لیے دیا تھا کہ اس میں مردار پکا ہوا تھا''۔(۶۸)

بنولیث سے تعلق رکھنے والے یہ مبلغ صحابی کون تھے؟ جن کو رسول اللہ ﷺ نے حضرت احنفؓ بن قیس کی قوم میں دعوت وتبلیغ کے لیے بھیجا تھا اس بارے میں ہمارے پاس کوئی ذریعہ معلومات نہیں ہے۔ اسی طرح ملک یمن میں رسول اللہ ﷺ کا دعوتی خط لے کر جانے والے صحابی کون تھے؟ جن کی سرگرمیوں کا اشارہ حضرت عبد خیرؓ بن یزید کے بیان سے ملتا ہے۔ تاہم اس قسم کی روایات سے یہ رائے ضرور قائم کی جاسکتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بلا تخصیص تمام قبائل عرب کی طرف صحابہ کرامؓ کو دعوت وتبلیغ کے لیے روانہ فرمایا، اگرچہ ان کی دعوتی سرگرمیوں کے بارے میں کتب سیر وتاریخ خاموش ہیں۔

اسی طرح وفود عرب بھی مدنی دور میں دعوت وتبلیغ کا انتہائی موثر ذریعہ ثابت ہوئے۔ وفود عرب، جو عام طور پر قبائلی رؤسا اور سرداران قوم پر مشتمل ہوتے تھے، کو رسول اللہ ﷺ مناسب تعلیم وتربیت کے ساتھ ان کے اپنے ہی قبائل میں دعوت وتبلیغ کے لیے بھیج دیتے۔ رسول اللہ ﷺ کی یہ حکمتِ عملی انتہائی کامیاب رہی اور اس کے نتائج

انتہائی حوصلہ افزا رہے۔

عرب کے مخصوص قبائلی اور معاشرتی ماحول میں جہاں سردارِ قوم کا مذہب ہی پورے قبیلے اور خاندان کا مذہب اور دین ہوتا تھا، نومسلم سرداروں نے اشاعتِ اسلام میں اہم کردار ادا کیا، چنانچہ قبائلی رؤسا کو اپنے قبائل میں جو شخصی اثر ورسوخ اور وجاہت حاصل تھی اس کی بناء پر کثیر لوگوں نے اسلام قبول کیا اور بسا اوقات ایسا بھی ہوا کہ فردِ واحد کی دعوت پر پورے قبیلے نے اسلام قبول کرلیا، چنانچہ حضرت سعدؓ بن معاذ، ابوثعلبہؓ، زیادؓ بن حارث، ضمامؓ بن ثعلبہ کی دعوت پر ان کے پورے قبیلے نے اسلام قبول کرلیا۔ اسی طرح حضرت ضمادؓ ازدی نے قبولِ اسلام کے بعد اپنی قوم کی طرف سے بھی اسلام کی بیعت کی۔

حوالہ جات

(۱) صحیح البخاری، کتاب الادب، باب رحمۃ الناس والبھائم، ح:۶۰۰۸ص:۱۰۵۱۔ ایضاً، کتاب الاذان، باب الاذان للمسافرین..... ح:۶۳۱ص:۱۰۴۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب من احق بالامامۃ؟ ح:۱۵۳۵ص:۲۷۲۔ سننِ نسائی، کتاب الاذان، باب اجتزاء المرء باذان غیرہ فی الحضر، ح:۶۳۶ص:۸۸

(۲) صحیح البخاری، کتاب العلم، باب تحریض النبی ﷺ وفد عبدالقیس علی ان یحفظوا الایمان............ح:۸۷ص:۲۰۔ ایضاً، کتاب الایمان، باب اداء الخمس من الایمان، ح:۵۳ص:۱۳

(۳) سنن ابن ماجہ، المقدمہ، باب فضل العلماء والحث الی طلب العلم، ح:۲۲۹ص:۳۵۔ سنن الدارمی، المقدمہ، باب فی فضل العلم والعالم، ح:۳۵۵، ۱/۱۰۵

(۴) ابونعیم الاصفہانی، ''حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء''، ذکر اہل الصفۃ، ۱/۴۱۹، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۹۹۷ء

(۵) کتانی، عبدالحیٔ، علامہ، ''نظام الحکومۃ النبویۃ''، (مترجم، مولانا معظم الحق) ص:۳۲۷

(۶) سنن ابی داؤد، کتاب البیوع، باب کسب المعلم، ح:۳۴۱۶ص:۴۹۵۔ المسند، حدیث عبادہؓ بن صامت ح:۲۲۱۸۱، ۶/۴۲۹

(۷) اسد الغابہ، تذکرہ عبداللہؓ بن سعید بن العاص، ۳/۱۷۵۔ الاستیعاب، تذکرہ عبداللہؓ بن العاص، ۳/۳۹۰

(۸) جمع الفوائد، کتاب العلم، ۱/۴۸

(۹) المسند، حدیث جابرؓ بن سمرہ، ح:۲۰۲۳۳، ۶/۹۵۔۹۶

(۱۰) المسند، مسند انسؓ بن مالک، ح:۱۱۹۹۴، ۳/۵۹۸

(۱۱) صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب فضائل ابی ہریرہؓ، ح:۲۴۹۲ص:۱۰۹۷۔ صحیح البخاری، کتاب العلم، باب حفظ العلم،

ح:۱۱۸،ص:۲۵

(۱۲) صحیح البخاری، کتاب العلم، باب التناوب فی العلم، ح:۸۹،ص:۲۱

(۱۳) سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی التحلق، ح:۴۸۲۳،ص:۶۸۲

(۱۴) صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من اعاد الحدیث ثلاثا لیفھم عنہ، ح:۹۵،ص:۲۲

(۱۵) سنن ابی داؤد، کتاب العلم، باب فی سرد الحدیث، ح:۳۶۵۵،ص:۵۲۴

(۱۶) ایضاً

(۱۷) صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب تحریم الکلام فی الصلوۃ، ح:۱۱۹۹،ص:۲۱۸

(۱۸) سنن ابی داؤد، کتاب العلم، باب فی القصص، ح:۳۶۶۶،ص:۵۲۶

(۱۹) آل عمران،۳:۱۱۰

(۲۰) صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب ثبوت الجنۃ للشھید، ح:۴۹۱۷،ص:۸۵۱۔ المسند، مسند انسؓ بن مالک، ح:۱۱۹۹۴، ۵۹۸/۳

(۲۱) ابن ہشام، ذکر یوم الرجیع،۳/۱۸۷۔۳۰۳، تاریخ الامم والملوک،۳/۲۹-۳۱ (واقعات ۴ھ)

(۲۲) صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب ثبوت الجنۃ للشھید، ح:۴۹۱۷،ص:۸۵۱

(۲۳) ابن ہشام، حدیث بئر معونۃ،۳/۲۰۴۔۲۱۰۔ اسد الغابہ، تذکرہ منذرؓ بن عمرو،۴/۴۱۸

(۲۴) فتح الباری،۱۰/۲۵۲

(۲۵) سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب فی دعاء المشرکین، ح:۲۶۱۲،ص:۳۷۷۔ سنن ابن ماجہ، ابواب الجہاد، باب وصیۃ الامام، ح:۲۸۵۸،ص:۴۱۲۔ المسند، حدیث بریدۃؓ الاسلمی، ح:۲۲۵۲۱، ۶/۴۹۲

(۲۶) المسند، مسند صفوانؓ بن امیہ، ح:۱۴۸۸۲، ۴/۴۰۱

(۲۷) صحیح البخاری، کتاب الادب، باب رحمۃ الناس والبھائم، ح:۶۰۰۸،ص:۱۰۵۱

(۲۸) صحیح البخاری، کتاب التمنی، ص:۱۲۵۰

(۲۹) ابن ہشام، اسلام بنی الحارث بن کعب ۴/۲۴۹

(۳۰) تفسیر خازن، تفسیر سورۃ التوبہ، آیت ما کان المؤمنون لینفروا..........۲/۴۲۱

(۳۱) المسند، حدیث عبادہؓ بن صامت، ح:۲۲۲۶۰، ۶/۴۴۳

(۳۲) الاصابہ، تذکرہ وردانؓ جد الفرات،۳/۲۳۳

(۳۳) المسند، حدیث وفد عبدالقیس، ح:۱۵۱۳۱،۴/۴۵۲۔ایضاً، ح:۱۷۳۷۶، ۲۳۵/۵

(۳۴) الاصابہ، تذکرہ عمیرؓ بن وہب، ۱۵۰/۴

(۳۵) اسدالغابہ، تذکرہ عمیرؓ بن وہب، ۱۵۰/۴

(۳۶) ابن سعد، وفدِ کلاب، ۳۰۰/۱

(۳۷) المستدرک، ذکر ابی امامۃؓ الباہلی ، ۶۴۱/۳ ۔الاصابۃ، تذکرہ صدیؓ بن عجلان، ۱۸۲/۲

(۳۸) سنن الدارمی، المقدمہ، باب البلاغ عن رسول اللہ ﷺ وتعلیم السنن، ح:۵۵۰، ۱۴۳/۱

(۳۹) اسدالغابہ، تذکرہ صدیؓ بن عجلان، ۱۶/۳۔۱۷

(۴۰) الاصابہ، ۱۲/۵

(۴۱) البدایۃ، ۱۲/۵۔کنز العمال، ۶۴/۷

(۴۲) البدایۃ، ۱۲/۵۔کنز العمال، ۶۴/۷

(۴۳) ابن ہشام، قدوم رفاعۃؓ بن زید جزامی، ۲۵۲/۴۔اسدالغابہ، تذکرہ رفاعۃؓ بن زید، ۱۸۱/۲

(۴۴) ایضاً

(۴۵) ابن ہشام، امر وفد ثقیف واسلامھا............ ۹۴/۴۔تاریخ الامم والملوک، ۱۴۱/۳ (واقعات ۹ھ)

(۴۶) الاستیعاب، تذکرہ عمروؓ بن اہتم، ۱۱۶۴/۳

(۴۷) ابن ہشام، قدوم وفد بنی تمیم، ۲۲۱/۴

(۴۸) ابن ہشام، قدوم، ضمامؓ بن ثعلبۃ وافداً عن بنی سعد بن بکر، ۲۲۹/۴۔المسند، مسند عبداللہ بن عباسؓ، ح:۲۲۵۴، ۴۱۴/۱۔صحیح البخاری، کتاب العلم، باب القرأۃ والعرض علی المحدث، ح:۶۳، ص:۱۵۔ الموطأ کتاب قصر الصلوۃ فی السفر، ح :۱۹۷، ص:۱۳۰

(۴۹) ابن ہشام، قدوم ضمامؓ بن ثعلبہ وافداً بنی سعد بن بکر، ۲۲۹/۴۔المسند مسند عبداللہ بن عباسؓ، ح:۲۳۷۶، ۴۳۷/۱۔اسد الغابہ، تذکرہ ضمامؓ بن ثعلبہ، ۴۳/۳۔المستدرک، رجوع ضمامؓ بن ثعلبہ علی قومہ، ۵۴/۳

(۵۰) اسدالغابہ تذکرہ اکثمؓ بن صیفی، ۱۱۲/۱

(۵۱) الاصابہ، تذکرہ زیادؓ بن حارث، ۵۵۷/۱۔البدایہ، ۸۳/۵

(۵۲) اسدالغابہ، تذکرہ فروۃؓ ابن مسیک، ۱۸۱/۴

(۵۳) اسدالغابہ، تذکرہ جرثومؓ بن ناشب، ۲۷۷/۱

(۵۴) الاستیعاب، تذکرہ ابوثعلبہؓ الخشنی، ۱۶۱۸/۴

(۵۵) اسدالغابہ، تذکرہ عامرؓ بن شہر ہمدانی، ۸۳/۳

(۵۶) ایضاً، تذکرہ حارثؓ بن ضرار، ۳۳۴/۱

(۵۷) ایضاً، تذکرہ سنبر الابراشیؓ، ۳۶۰/۲

(۵۸) ایضاً، تذکرہ قیسؓ بن نشیہ، ۲۲۸/۴

(۵۹) اسدالغابہ، تذکرہ قیسؓ بن غزیہ، ۲۲۳/۴

(۶۰) ایضاً، تذکرہ مالکؓ بن احمر، ۳۷۱/۴

(۶۱) ایضاً، تذکرہ محیصہؓ بن مسعود، ۳۳۴/۴

(۶۲) ایضاً، مسعودؓ بن وائل، ۳۶۰/۴

(۶۳) ایضاً، تذکرہ عبداللہؓ بن عوسجہ، ۲۳۹/۳

(۶۴) ایضاً، تذکرہ قیسؓ بن یزید، ۲۲۹/۴

(۶۵) ابن ہشام، اسلام بنی الحارث بن کعب، ۲۵۰/۴۔ تاریخ الامم والملوک، ۱۵۷/۳ (واقعات ۱۰ھ)

(۶۶) الاستیعاب، تذکرہ معاذ بن جبل

(۶۷) اسدالغابہ، تذکرہ احنفؓ بن قیس، ۵۵/۱۔ الاصابہ، تذکرہ احنفؓ بن قیس، ۱۰۰/۱۔ المستدرک، ذکر احنفؓ بن قیس، ۶۱۴/۳

(۶۸) اسدالغابہ، تذکرہ عبدخیرؒ بن یزید، ۲۷۷/۳

نقشبندیہ دواخانہ

﴿معالج: حکیم عبدالرشید شاہد﴾

ہیپاٹائٹس، پتھری، رسولی، مردانہ وزنانہ خصوصی امراض اور معدہ کی بیماریوں میں مبتلا حضرات وخواتین نیز اولاد سے محروم مایوس جوڑے رجوع فرمائیں۔ اللہ کے فضل سے شفا نصیب ہوگی۔

''امراض وعلاج'' کے زیرعنوان حکیم عبدالرشید شاہد کا ہفتہ وار کالم روزنامہ اسلام میں اتوار کے دن ملاحظہ فرمائیں۔

پتہ: گلی جامع مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ۔ فون: 0300-9646295